## مدینۃ المسیح

قادیان ۱۹ ماہ تبلیغ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق آج پانچ بجے شام کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت بخار کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمدللہ

حضرت مرزا شریف احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ دوران سر کی شدید تکلیف کی وجہ سے علیل ہیں۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

آج بعد نماز مغرب مولوی نذیر احمد صاحب مبشر مجاہد افریقہ کی دعوت ولیمہ ہوئی۔ جس میں بہت سے احباب اور بزرگان سلسلہ نے شرکت کی۔
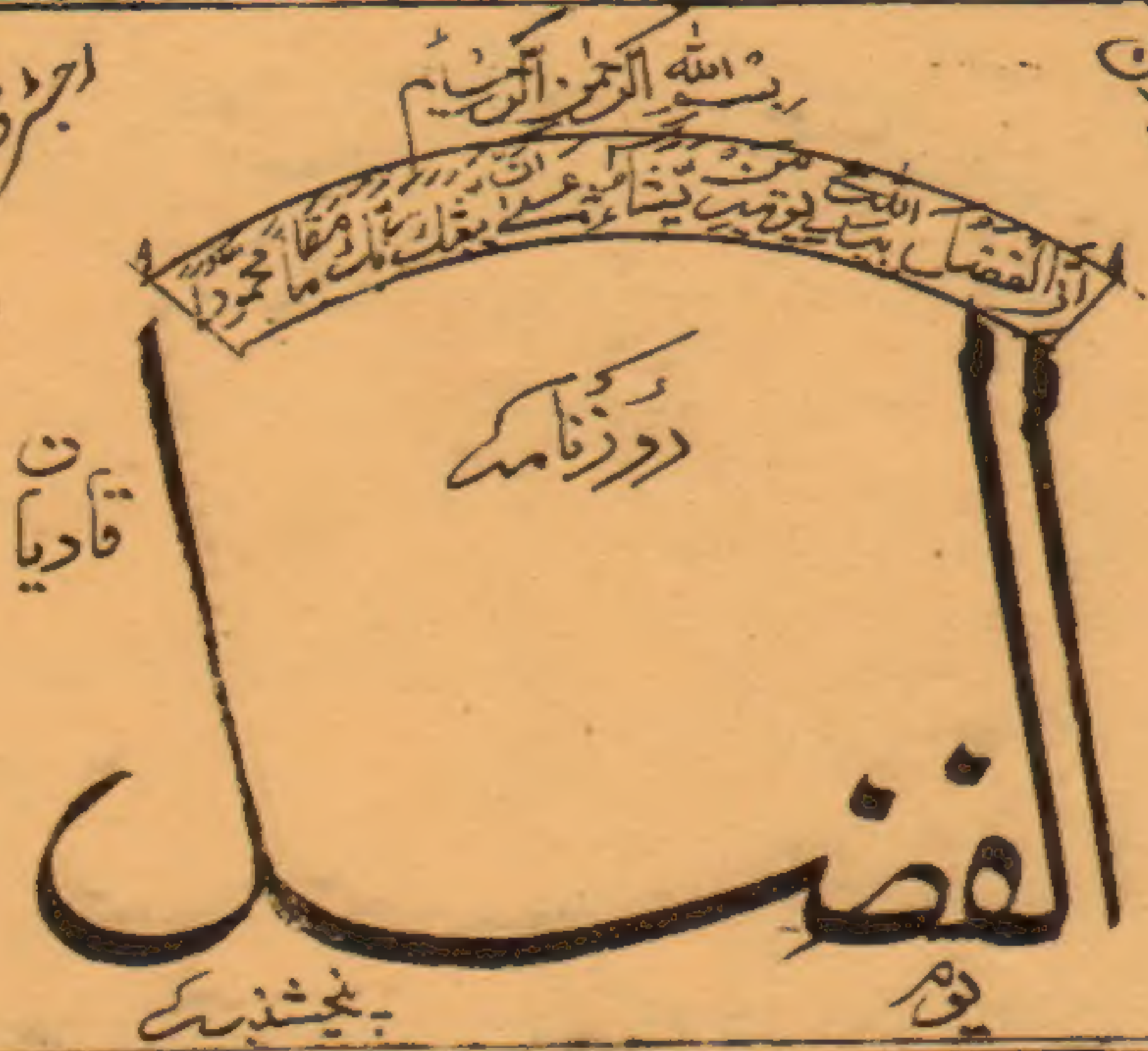


جلد ۳۵ | ۲۰ ماہ تبلیغ ۱۳۲۶ ہش | ۲۷ ربیع الاول ۱۳۶۶ھ | ۲۰ فروری ۱۹۴۷ء | نمبر ۴۳

# عذر گناہ بدتر از گناہ

شری مہیش پرشاد جی پروفیسر ہندو یونیورسٹی بنارس نے آریہ گزٹ لاہور کے شوراتری نمبر میں "شری سوامی دیانند اور اسلام کی آلوچنا" (تنقید) کے زیر عنوان ایک تحریر شائع کی ہے۔ جس میں آپ نے ستیارتھ پرکاش کے چودھویں سمولاس کے متعلق آریوں کے وہی پرانے "عذر گناہ بدتر از گناہ" پر زور دیا ہے۔ جس کی بے حقیقتی اور نامعقولیت کی پردہ دری پہلے بھی کئی بار کی جا چکی ہے۔ آریہ اس سمولاس کی غیر مہذب اور دل آزار قسم کی جرح و قدح کی یہ صفائی پیش کیا کرتے ہیں۔ کہ پنڈت دیانند صاحب نے جو کچھ اس باب میں اسلام کے متعلق کہا ہے۔ وہ مسلمانوں کی اصلاح کے لئے کہا ہے۔ ورنہ ان کی نیت کسی کو دکھ پہنچانا نہیں تھی۔ پروفیسر مہیش پرشاد نے بھی چند حوالے پیش کر کے کہ مسلمانوں کی حالت اصلاح طلب تھی پنڈت دیانند کو بری ثابت کرنے اور مسلمانوں کا حقیقی خیر خواہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو پروفیسر صاحب نے چودھویں سمولاس کو پڑھا ہی نہیں۔ اور یا اگر پڑھا بھی ہے۔ تو بالکل ان پڑھوں کی طرح پڑھا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ مسلمان محض اس بات سے چڑتے ہیں۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک پر سرے سے تنقید ہی کیوں کی گئی ہے۔ حالانکہ ہر ایک معمولی عقل کا انسان بھی اس بات کو سمجھ سکتا ہے۔ کہ اعتراض خواہ کتنی ہی بڑی ذات پر کیا جائے۔ اگر اس کا مقصد علمی ہو۔ اور وہ ایسے انداز اور الفاظ میں کیا جائے کہ جس سے تحقیر و تضحیک کا پہلو نہ نکلتا ہو۔ تو کوئی بھی ایسے اعتراض سے نہیں چڑ سکتا۔ خاص کر اسلام تو کھلم کھلا تمام دنیا کو چیلنج دیتا ہے۔ کہ ساری دنیا مل کر اس کی تعلیم کی جانچ پڑتال کر لے۔ اس میں جو اصول بیان کئے گئے ہیں۔ وہ اپنی ذات میں نہایت محکم عقلی دلائل پر قائم ہیں۔ قرآن کریم بات بات میں انسانوں کو اپیل کرتا ہے۔ وہ تو صاف صاف کہتا ہے کہ میری ہر بات کو کسوٹی پر کس کر پرکھ لو۔ اگر سونا ثابت ہو تو قبول کرو۔ ورنہ رد کر دو۔ اس کا تو منکرین پر اعتراض ہی سب سے بڑا یہ ہے۔ کہ یہ لوگ عقل سے کام نہیں لیتے اس بارے میں سوچتے نہیں۔ بلکہ آنکھوں پر تعصب کی پٹی باندھ رکھی ہے۔ جاہلی عصبیت کی وجہ سے اس کے روشن دلائل اور بین حقائق پر غور کرنا بھی نہیں چاہتے۔ اس لئے ہم پروفیسر صاحب کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ آپ ہندوستان کی ایک بڑی یونیورسٹی کے پروفیسر ہیں۔ آپ کو سوچنا چاہیئے تھا۔ کہ پنڈت دیانند کی تنقید اسلام علمی اور معقول رنگ میں ہوتی تو مسلمانوں کو چڑنے کی کیا وجہ تھی۔ اور اگر نادانی سے کوئی چڑتا بھی تو مسلمان علماء اس کی کچھ پروا نہ کرتے لیکن حقیقت کیا ہے؟ نہ صرف مسلمان ہی بلکہ گاندھی جی اور کئی دیگر سناتن دھرمی بلکہ خود کئی آریے بھی ستیارتھ پرکاش کی طرز تنقید کے شاکی ہیں مسلمان ہرگز اس بات سے رنجیدہ نہیں کہ ان کے رسول اور قرآن کریم پر جرح کیوں کی گئی ہے بلکہ رنجیدہ بات یہ ہے۔ کہ طرز جرح نہایت سوقیانہ اور غیر مہذب ہے۔ اور شائستگی کے درجہ سے اتنی گری ہوئی ہے۔ کہ کوئی نیک ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی بھی اس کا استعمال تحریری صورت میں کرنا پسند نہیں کر سکتا۔ بات دراصل یہ ہے۔ کہ پنڈت جی کی تنقید ہرگز ایسی نہیں جسکو علمی کہا جا سکے۔ یا اتنا ہی کہا جا سکے کہ یہ تنقید کسی تحقیقات کے لئے کی گئی ہے۔

## پسرِ مسیح ــــ المصلح الموعود

بیٹھی تھیں دو ہزار برس سے کنواریاں
رہ میں بچھائے شوق کے پھولوں کی کیاریاں

سوزِ جگر سے مشعلیں روشن کئے ہوئے
دل کے لہو سے زینتِ دامن کئے ہوئے

بیٹھی ہوئی تھیں ڈوب کے سولہ سنگار میں
جو بھیگا پڑ چلا تھا طویل انتظار میں

یکدم فضا میں ایک تغیر سا آگیا
جیسے جناں کا کوئی ملک مسکرا گیا

تاروں کے پاؤں اٹھنے لگے کچھ شتاب اور
دریائے کہکشاں میں بڑھا پیچ و تاب اور

مرغانِ نغمہ زن کی نوا تیز ہو گئی
بوئے گل اور ولولہ انگیز ہو گئی

دشت و جبل نے اپنے خزانے لٹا دیئے
شانِ ازل نے راز کے پردے اٹھا دیئے

قومیں پکار اٹھیں کہ وہ محمود آگیا
پسرِ مسیح و مصلح موعود آگیا

ثاقب

ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر
بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا

## چودھری مشتاق احمد صاحب مبلغ انگلستان کی حالت پہلے سے بہتر ہے

لنڈن ۱۸ فروری۔ مکرم ظہور احمد صاحب بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔ کہ چودھری مشتاق احمد صاحب مبلغ انگلستان کی حالت آج خدا کے فضل سے بہتر ہے۔ درخواست ہے کہ دوست دعا فرمائیں۔ کہ خدا چودھری صاحب کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

# یوم مصلح موعود

## ۲۰ فروری کا روزِ سعید

۲۰ فروری نہ صرف احمدیوں کے لئے بلکہ تمام دنیا کی قوموں کے لئے اس لئے عظیم الشان روز ہے۔ کہ اس روز اس زمانے کے مامور من اللہ حضرت مسیح موعود۔ مہدی معہود اور موعودِ اقوام عالم حضرت احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بھیجنے والے سے خبر پا کر تمام دنیا کے سامنے اس عظیم الشان بشارت کا اعلان کیا تھا۔ جس کے رو سے روحانی بادشاہت کی نشأۃ ثانیہ کا وہ عدیم النظیر جرنیل معرضِ ظہور میں آنے والا تھا۔ جس کی اولوالعزمی کے کارناموں سے نہ صرف نخل احمدیت کی بیخ ہی مضبوط سے مضبوط تر ہونے والی تھی۔ بلکہ اس نخل مقدس کے شیریں اور لذیذ میووں کے تحفے "زمین کے کناروں تک" تمام اقوام عالم کو پیش کئے جانے والے تھے۔ رب العالمین رحمان و رحیم نے اس نعمت خاص کو دوہری عظمت دینے کے لئے اور اس کی اہمیت کو واضح تر کرنے کے لئے بشیر ثانی۔ فضل عمر۔ اولوالعزم۔ تین کو چار کرنے والے۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد مثیل مسیح موعود امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کو خود ایک مبارک رات میں بذریعۂ رویائے صادقہ خوشخبری دی کہ وہ تو ہی ہے۔ جس کے لئے زمین کی قومیں مسیح ناصری علیہ السلام کے وقت سے انتظار کر رہی ہیں۔ تو ہی وہ المصلح الموعود ہے۔ جس کی بشارت حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آج سے اکسٹھ سال پہلے دنیا کو سنائی تھی۔ اب تیسری شہادت واقعات نے دے کر اپنی مہر تصدیق بھی ثبت کر دی ہے۔ تحریک جدید کا آغاز خدائی تصرف سے ہوا۔ جس کا ادنیٰ کارنامہ یہ ہے۔ کہ سینکڑوں احمدی مجاہد قرآن کریم ہاتھوں میں لیکر محض خدا کے بھروسے پر دیوانہ وار نکل پڑے ہیں۔ اور زمین کے بعید سے بعید کناروں کی فضا بھی ان کے نعرۂ حق سے گونجنے لگی ہے۔ اس لئے ہم آج ۲۰ فروری کے روز نہ صرف احمدیوں کو بلکہ تمام دنیا کی قوموں کو ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔ کہ یہی وہ روزِ سعید ہے۔ جس دن اس زمانے کے مامور نے تمام "اسیروں کو رستگاری دلانے" والے کی خوشخبری سنائی تھی۔ ہم رب العالمین کے حضور دعا کرتے ہیں کہ اس شجر مبارکہ کا سایہ ہمارے سروں پر طویل سے طویل مدت تک قائم رہے۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اٰمِین

---

اور ایسے شخص نے لکھی ہے۔ جس کو حق کی تلاش تھی۔ یا جو حق بات اس کو معلوم ہوئی ہے۔ اس کو دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہے۔ بلکہ اس کے بالکل برخلاف ستیارتھ پرکاش کو پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ خواہ اس کا مصنف پنڈت دیانند صاحب ہی یا کوئی اور شخص جس نے بھی یہ کتاب خاص کر اس کے آخری باب لکھے ہیں۔ اس کے مدنظر تلاش حق ہرگز نہیں تھی۔ بلکہ اس کے مدنظر صرف اور صرف دوسرے مذاہب کی بے جا تنقیص۔ اور تضحیک تھی اور کچھ بھی نہ تھا۔ اگر پنڈت دیانند اتنے ہی بڑے آدمی تھے۔ جتنا کہ آریہ گزٹ کے شوراتری نمبر میں انکو ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور جتنا بلند ان کو سمجھا جاتا ہے۔ تو سچ تو یہ ہے۔ کہ ہمیں شرم آتی ہے کہ ان کو ان بابوں کا مصنف کہا جائے۔ اور پروفیسر مہیش پرشاد جی نے بھی دیگر نادان آریوں کی طرح ایسا نامعقول عذر پیش کر کے پنڈت جی کی صفائی نہیں کی۔ بلکہ ان کی سخت ہتک کی ہے۔ ان ابواب کو ستیارتھ پرکاش کا جو پنڈت جی کی تصنیف سمجھی جاتی ہے جزو بنائے رکھنا نہ صرف پنڈت جی کی ہتک ہے۔ بلکہ تمام آریہ سماج پر ایک بہت بڑا کلنک کا ٹیکا ہے۔ اگر ان ابواب کو جزو کتاب بنائے رکھنے سے یہ غرض ہے کہ ہندو جین ازم بدھ ازم عیسائیت اور اسلام کی طرف راغب نہ ہوں۔ تو یہ بھی سخت غلطی ہے۔ کچھ عرصہ تک تو شاید ایسا ہو۔ مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ ہمیشہ تک یہ بات چل سکے۔ اگرچہ آج سب ہندو محض سیاسی خیال سے سندھ کی پابندی ستیارتھ پرکاش پر معترض ہیں۔ لیکن یہ جوش صرف ضد اور محض دکھاوے کا جوش ہے۔ دل میں ہر ایک معقول ہندو بھی ان ابواب کی غیر معقولیت کا قائل ہے۔ اور جوں جوں ہندوستان میں علم کی روشنی پھیلے گی۔ زیادہ سے زیادہ تعداد میں قائل ہوتے چلے جائیں گے۔ اور انجام کار جس غرض کے لئے ان ابواب کو جزو کتاب رکھنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ یہ بات ان اغراض کے منافی ثابت ہوگی۔ اور الٹے نتائج پیدا کرے گی۔ ملک میں علمی بیداری کا دور ضرور آئے گا۔ یہ اب رک نہیں سکتا۔ اور یہی ابواب آریہ سماج کی تباہی کا باعث ہوں گے۔ اخیر میں پروفیسر صاحب ایک نہایت عجیب دلیل مصنف کتاب کی صفائی کے لئے لائے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ "مزید براں یہ بخوبی روشن رہے کہ اگر سوامی جی کا مقصد ہوتا کہ اسلام کی دلآزاری ہو۔ تو صرف اسلام یا اہل اسلام کے خلاف ہی لکھتے دوسروں کے خلاف کچھ نہ لکھتے مگر ان کی تحریریں غیر اسلام کے خلاف بھی ہیں۔ اور اسی رنگ میں جس رنگ میں اسلام کے خلاف ہیں۔ یا اسلام کے متعلق ہیں القصہ شری سوامی جی کی تحریروں کو دیکھنا چاہیئے۔ کہ کس نیت سے لکھی گئی ہیں۔" اگر یہ سچ ہے۔ کہ مصنف ستیارتھ پرکاش نے دوسروں کے متعلق بھی اسی رنگ میں لکھا ہے۔ جس رنگ میں اسلام کے خلاف تو یہ بات تو اور بھی مصنف کتاب کے خلاف پڑتی ہے کہ ایسی ناواجب تنقید کرنا مصنف کی فطرت ثانی ہو چکی ہے۔ اور وہ ہر ایک کے خلاف زہر چکانی کا عادی مجرم ہے۔ اسی کو "عذر گناہ بدتر از گناہ" کہتے ہیں۔ اور یہ اس امر پر واضح دلیل ہے۔ کہ وہ اپنے دھرم کے سوا باقی تمام دھرموں کی صرف نندیا ہی کرنا جانتا ہے۔ اور وہ بھی ایسے غیر مہذب طریقے سے۔ ہم مانتے ہیں کہ ہر ایک کو حق ہے۔ کہ جو دھرم بھی اس کو پیش کیا جائے۔ اس کو قبول کرنے سے پہلے خوب ٹھوک بجا لے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ اس دھرم یا اس دھرم کے پیشوا کی اس طرح تضحیک و تذلیل کرے۔ جس طرح کہ مصنف ستیارتھ پرکاش نے کی ہے۔ جیسا کہ ہم نے پہلے توجہ دلائی ہے۔ اگر آریہ دھرم میں کوئی خوبی ہے بھی۔ تو اس کتاب نے اس کو اجاگر کرنے کی بجائے اور بھی تاریک کر دیا ہے۔ اور ضرور ایک دن یہی کتاب اپنی موجودہ صورت میں علمی دنیا میں نہایت نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھی جائیگی اور وہ دن دور نہیں قریب ہے۔ اس وقت آریہ سماجیوں کے لئے بہتر یہی ہے کہ اپنے علماء کی ایک کانفرنس بلا کر خود ہی اس کتاب کی ایسی ترمیم کر دیں۔ کہ مہذب دنیا میں اس کو بطور ایک معقول مذہبی کتاب کے پیش کیا جا سکے۔ اس کتاب میں بے شک ایسی باتیں بھی ہیں۔ جن پر مذہب کے دلدادہ لوگوں کو غور کرنا چاہیئے۔ لیکن افسوس ہے کہ اس کی طرز تحریر نے ان اچھی باتوں پر بھی پانی پھیر دیا ہے۔

## خدام سے خطاب

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا۔ وہ میری

# حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ

## زمین کے کناروں تک شہرت پانے والا موعود

آج سے اکسٹھ برس پیشتر ۱۸۸۵ء میں قادیان کی چھوٹی سی بستی میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک گمنامی کی زندگی بسر فرما رہے تھے۔ وہ دنیاوی جھمیلوں سے الگ تھلگ۔ اپنی جائداد اور کاروبار کی مصروفیتوں سے دور ذکر الہٰی میں محو رہتے تھے۔ اور اگر کبھی دنیوی کاروبار اور ملازمت کا سوال آپ کے روبرو پیش بھی ہوا۔ تو یہی جواب دیا کہ میں تو اپنے خدا کا ہو چکا ہوں۔ مجھے دنیوی کاموں سے کیا واسطہ۔ ایسے زمانہ میں اللہ تعالےٰ نے آپ کو فرمایا کہ تو نے میری خاطر گوشہ تنہائی کو اختیار کیا ہوا ہے۔ اور باوجود خاندانی عزت و وجاہت کے اس سے مونہہ موڑا ہوا ہے لیکن میں تجھے ساری دنیا میں شہرت اور عظمت دونگا۔ اور "تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا" اور نہ صرف یہ کہ تیرا نام اکناف عالم میں پھیل جائیگا۔ بلکہ میں تیری ذریت کو حمایت اسلام کا موجب بناؤنگا۔ اور تجھے ایک ایسا پاکباز فرزند عطا کرونگا۔ جو "زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائینگی"۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ کی ان بشارتوں کا اپنی متعدد تصانیف میں ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں "اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اس کی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا۔ جو اس کا جانشین ہو گا۔ اور دین اسلام کی حمایت کرے گا۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۱۲)

پھر فرمایا:۔ "خدا تعالےٰ کا وعدہ تھا۔ کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالے گا۔ اور اس میں سے وہ شخص پیدا کرے گا۔ جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہو گا۔" (تریاق القلوب صفحہ ۴۲)

اللہ تعالےٰ کی یہ بشارتیں جس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دی گئیں اس وقت کی ظاہری حالت کو دیکھ کر لوگ انہیں ایک ناممکن اور انہونی بات قرار دیتے تھے۔ اور مخالفین اس بارہ میں تمسخر اور استہزا سے کام لیتے۔ لیکن وہ قادر و توانا خدا جس کی قدرتیں ہر زمانہ میں جلوہ گر ہوتی ہیں۔ اور جو رہتی دنیا تک اپنی جلوہ نمائی کر کر کے صداقت کی پیاسی روحوں کو سیراب کرتی رہیں گی۔ ابھی ان بشارات پر تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا۔ کہ اس قادر خدا نے ان کو آفتاب کی طرح روشن کردیا۔ اور اس رنگ میں پورا کیا۔ کہ مخالفین بھی ان پیشگوئیوں کی صداقت سے انکار نہ کر سکے۔

پیشگوئی مصلح موعود میں ایک زبردست علامت یہ بتلائی گئی تھی۔ کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا۔ اور قومیں اس سے برکت پائینگی۔" یہ علامت نہائت ہی شاندار طریق پر پوری ہوئی ہے۔ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے عہد مبارک میں بیرونی ممالک میں تبلیغ کا کام ابتدا سے ہی شروع ہو چکا تھا۔ اور سلسلہ عالیہ کے کئی مبلغین دیگر ممالک میں تبلیغ اسلام کا مقدس فریضہ ادا کر رہے تھے۔ لیکن جنوری ۱۹۴۴ء یعنی دعوٰے مصلح موعود کے بعد اللہ تعالےٰ نے اس کام میں ایک زبردست انقلاب بپا کر دیا ہے۔ جماعت کے نوجوان ایک دوسرے سے مسابقت کرتے ہوئے سلسلہ عالیہ کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر رہے ہیں۔ اور گروہ در گروہ غیر ممالک میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جا رہے ہیں۔ دعوٰے مصلح موعود سے لے کر اب تک یعنی تقریباً تین سال کے عرصہ میں بیسیوں مجاہدین اس مقدس کام کے لئے اپنے عزیز و اقارب اور وطن کو چھوڑ کر دوسرے ممالک میں جا چکے ہیں۔ اور بیسیوں مجاہد اس کام کی تیاری میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ اور اپنے امام ہمام کے اشارہ کے منتظر ہیں۔ جونہی انہیں حکم ہوگا۔ وہ بھی اپنی کشتی بسم اللہ مجریھا و مرسٰھا کہتے ہوئے اس طوفانی سمندر میں دھکیل دینگے۔ اور پھر خدا ہی ان کا ناخدا ہو گا۔ اور وہی ان کا محافظ و نگران نعم المولیٰ و نعم الوکیل

ملک محمد عبداللہ قادیان

170

# طلاق اور ہندو

ہندو دھرم میں کسی صورت اور کسی حالت میں بھی طلاق کی اجازت نہیں ہے بڑے بڑے ہندو ریفارمر دودان اور اہل قلم نہ صرف اس ممانعت کی بزعم خود خوبیاں بیان کرنے میں اپنا سارا زور صرف کرتے رہے ہیں۔ بلکہ اس سلسلہ میں اسلام کے خلاف نہائت بے باکی سے زبان طعن دراز کرنے سے بھی باز نہیں رہے۔ اور تو اور پنڈت دیانند جی نے بھی جنہیں ہندوؤں کا تعلیمیافتہ اور اصلاح پسند طبقہ موجودہ زمانہ کا رشی۔ ہندو دھرم کا رکھشک (محافظ) اور بہت بڑا مصلح قرار دیتا ہے۔ اپنی مایہ ناز کتاب "ستیارتھ پرکاش" میں طلاق کی مذمت کرتے ہوئے بے سروپا دلیلیں گھڑ کر اپنی ساری قابلیت صرف کردی ہے لیکن باوجود اس کے یہ حقیقت کس قدر دلچسپ اور حیرت انگیز ہے۔ کہ ہندو دھرم کو ماننے والے سرکردہ لوگ ہی ایک عرصہ سے یہ کوشش کر رہے ہیں کہ طلاق کے خلاف ہندو دھرم کی ہدایات کو ترک کرکے ان کی بجائے اسلامی تعلیم کو رائج کیا جائے۔

چنانچہ مرکزی اسمبلی کے ۱۰ فروری کے اجلاس میں ڈاکٹر جی۔ وی۔ دیش مکھ کے بل پر جو بحث ہوئی۔ اس میں ڈاکٹر سولانکی نے کہا۔ عورتوں کو اس امر کا حق حاصل ہے۔ کہ وہ طلاق حاصل کرسکیں۔ پنڈت بالکرشن سہنا نے کہا۔ آج ہندو فرقہ کے قریباً ۷۰ فیصدی لوگوں کو طلاق کا حق حاصل ہے۔ ایک خاتون مسز اموسوامی ناتھن نے کہا عورتوں کی انجمنوں نے ہمیشہ اس بات کا مطالبہ کیا ہے۔ کہ عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق دیئے جائیں۔ جو لوگ طلاق بل کی مخالفت کرتے ہیں۔ انہیں اپنی بیویوں پر بھروسہ نہیں۔ بل تجویز کرنے والے مسٹر دیش مکھ نے کہا۔ ہماری حالت یہاں تک گری ہوئی ہے۔ کہ ہم اپنی عورتوں کو حقوق دینے کو تیار نہیں۔ ہندو سوسائٹی نے ہندو استری پر دو ہزار سال سے لاانتہا مظالم کئے ہیں کیا کبھی ہندوؤں کے یہ گناہ معاف ہو سکتے ہیں (پرتاپ ۱۲ فروری)

آخر ۹ کے مقابلہ میں ۲۷ ہندو ممبروں نے بل کے حق میں رائے دیکر ثابت کردیا۔ کہ گو ہندوؤں میں اب بھی ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو ہندو دھرم کی ہر بات پر آنکھیں بند کرکے عمل کرنے کے حامی ہیں۔ اور صرف اس لئے حامی ہیں کہ ہندو دھرم کو اسلام کے مقابلہ میں سرنگوں ہونے سے بچائیں۔ لیکن اکثریت کو یہ گوارا نہیں۔ کہ اسلام کی ایک اہم اور ضروری تعلیم کو نظر انداز کرکے عورتوں پر لاانتہا مظالم کے سلسلہ کو جاری رہنے دیں۔

## درخواست دُعا

عزیزہ لقدر طیبہ اللہ بیگم بدستور بعارضہ تپ محرقہ علیل ہے۔ اس قدر کمزور ہو چکی ہے۔ کہ دیکھ کر رحم آتا ہے۔ اور طبیعت کو ضعف لاحق ہوتا ہے۔ احباب اور بزرگان سلسلہ کامل اور جلد صحت کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں:۔

(چوہدری) احمد شکر اللہ خان عزیز ڈسکہ

# موجودہ سینما اور انسانی اخلاق

آئے دن ہندوستان میں سینما (چلتی پھرتی تصویریں) جس تیزی کے ساتھ پھیل رہا ہے۔ اتنا ہی ہندوستان کا نوجوان طبقہ اس مرض کا شکار ہو رہا ہے۔ آج سے چالیس سال قبل جبکہ اس کا وجود نہیں تھا۔ انسانی اخلاق اتنے گرے ہوئے نہیں تھے۔ جتنے کہ آج کل گر چکے ہیں۔ اور گر رہے ہیں۔

آج کل بڑے بڑے امراء دولتمند اور مغربی تہذیب کے دلدادہ جو کہ شہری آبادی میں مہذب افراد کہلاتے ہیں۔ وہ بھی اس معاملے میں کچھ ایسے عقل کے اندھے ثابت ہو رہے ہیں۔ کہ وہ اپنی نوجوان لڑکیوں اور بہنوں کو کھلے منہ اپنے ساتھ لے جا کر فخر سمجھتے ہیں۔ ادھر غریب کی یہ حالت ہے۔ کہ چاہے ایک وقت کی روٹی کے لئے پیسہ تک پاس نہ ہو۔ مگر سینما دیکھے بغیر گذارہ مشکل ہے۔

سینما گھروں میں ہجوم کی یہ حالت ہوتی ہے۔ کہ ٹکٹ خریدنے کے لئے ایک دوسرے سے لڑ مرتے ہیں۔ پھر اس پر بھی بس نہیں۔ کہ سینما دیکھا اور گھر واپس آ گئے۔ بلکہ موجودہ زمانے کے نوجوان سینما حال سے باہر آ کر وہاں کی دیکھی ہوئی حرکات باہر شروع کر دیتے ہیں۔ اور اسی طرح گانے کی مشق کرتے ہیں۔ غرضیکہ گھر میں ہوں۔ بازار میں ہوں یا گلی کوچوں میں سینما کے گانے گائے جا رہے ہیں۔ جن کا اثر ان کے معصوم بہن بھائیوں پر پڑتا ہے۔ وہ ان گانوں کو سنکر جن میں اکثر اخلاق سوز ہوتے ہیں دوہراتے ہیں۔

معصوم بچوں کو کیا علم ہوتا ہے۔ کہ یہ بات اچھی کہی جا رہی ہے۔ یا بُری۔ مگر وہ بے چارے اپنی معصومیت میں ہی طوطے کی طرح ان گانوں کو رٹتے رہتے ہیں۔ چنانچہ آئے دن گلی کوچوں۔ بازاروں اور سڑکوں پر جس بچہ کو دیکھو وہی سینما کا گیت گا رہا ہے۔ افسوس ان عقل کے اندھے نوجوانوں کو علم ہونا چاہیئے۔ کہ اسی عمر میں بچہ کے دل کی لوح بالکل صاف ہوتی ہے۔ اس عمر میں جو کچھ اس کے کان میں ڈالا جائیگا۔ وہی اس کی دل کی لوح پر نقش ہوتا جائے گا۔

دوسری طرف آج کل کے والدین نے بھی بچوں کی تربیت سے آنکھیں پھیر لی ہیں۔ وہ بھی جب اپنے بچہ کو گاتا سنتے ہیں۔ جو اس نے کہیں باہر سے سُنا ہوتا ہے۔ تو بہت خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شکر ہے۔ کہ ہمارا بچہ اب بولنے لگ گیا ہے۔ لیکن ان نادانوں کو یہ علم نہیں۔ کہ ایسی چیزیں اسکی آئندہ زندگی میں اخلاق اور ترقی سے بالکل محروم کر دیں گی۔

پرانے زمانہ میں والدین اپنے بچوں کو پاس بٹھا کر مذہبی روایات سناتے تھے اور انہیں یاد کراتے تھے۔ ان کا اثر یہ ہوتا تھا۔ کہ بچے اندر باہر اپنے مذہبی گیت گاتے تھے۔ وہ زیادہ وقت اپنے والدین کے پاس گذارتے تھے۔ اس طرح ان کی تربیت نہایت احسن طریق سے ہوتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ ان کو اپنے عزیز و اقارب سے محبت اور ہمدردی ہوتی تھی۔ لیکن آج کل نوجوان آوارہ پھر پھر کر بھائی بھائی کا نہیں رہا۔ ماں بیٹی کو نہیں جانتی۔ بیٹا باپ سے جدا ہو گیا ہے۔

آج کل اگر کسی نوجوان سے سوال کیا جائے۔ کہ بھائی تم سینما کیوں جاتے ہو؟ تو وہ نہایت بھولے پن سے جواب دیتا ہے۔ کہ شغل کے طور پر وقت گذارنے کے لئے۔ بھلا ان سے کوئی پوچھے۔ کیا تم ہی اپنے زمانے میں ایسے نوجوان پیدا ہوئے ہو۔ جن کا وقت بغیر اس کے نہیں کٹ سکتا۔ تم سے قبل کے نوجوان اپنا وقت کس طرح گذارتے تھے۔

بے شک ہندوستان کا کچھ طبقہ سینما کے خلاف اپنی صدا بلند کر رہا ہے۔ مگر ملک کا ایک بھاری حصہ اسکی حمایت کر رہا ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ اسکی روک تھام کرے۔ وہ عجیب غریب طریقوں سے اسکی اشاعت اور پروپیگنڈا کر رہا ہے۔ ان پروپیگنڈا کرنے والوں میں لاہور اور دہلی بہت آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ جہاں یہ لوگ صرف اور صرف اس کی اشاعت کے لئے مختلف اقسام کے رسالے شائع کر رہے ہیں۔ جس رسالہ کو ہاتھ لگاؤ۔ اس کے پہلے چند صفحوں میں فلم ایکٹریس کی تصاویر ہوں گی۔ اور باقی میں اسی مذاق کے مضمون ہونگے پھر ان رسالوں میں نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی طرف سے ایسے اخلاق سوز سوالات کئے ہوں گے۔ جن کو ایک شریف انسان سننا بھی گوارا نہیں کرتا۔ مگر دوسری طرف جناب ایڈیٹر صاحب نہایت زندہ دلی سے جواب دے رہے ہیں۔

کاش وہی نوجوان جو صرف وقت گذارنے کے لئے سینما جاتے ہیں۔ اور وہاں روپے ضائع کرتے ہیں۔ وہ اس وقت اور روپیہ سے ایک ایسی سوسائٹی بناتے۔ جس سے ان کے ملک کی تمدنی۔ معاشرتی اور اقتصادی حالت کو فائدہ پہنچتا۔ اور ملک کے وہ یتیم اور لاوارث بچے جن کا اس دنیا میں سوائے اللہ کے کوئی بھی نہیں۔ وہ اس رقم اور وقت سے تربیت پاتے اور اپنے ملک کے لئے مفید ثابت ہوتے۔ اور وہ شریف خواتین جو بھوک کے ہاتھوں تنگ آکر بادلِ ناخواستہ یہ پیشہ اختیار کرتی ہیں۔ وہ بھی اس رقم اور وقت سے اپنی شریفانہ زندگی بسر کرتیں۔ اور ملک کے وہ خیر اندیش جو آجکل رسالے اس غرض سے شائع کر رہے ہیں۔ کہ سینما کی ترقی ہو۔ وہ ان رسالوں کو ملک کی صنعت و حرفت اور تجارت کے اصولوں سے ملک کے باشندوں کو آگاہ کرنے کے لئے کام میں لاتے اور انسانی اخلاق کو بلند کرنے کے لئے مضمون شائع کرتے۔ مگر افسوس وہ لوگ خواب غفلت میں اس طرح مدہوش ہیں۔ کہ ان کے کانوں میں جوں تک نہیں رینگتی۔

ہندوستان جو کہ آج کل آزادی آزادی پکار رہا ہے۔ اور انگریز قوم پر الزام دے رہا ہے۔ افسوس وہ ہندوستان خود اخلاقی حالت میں اتنا گر رہا ہے۔ کہ اس کے لئے سنبھلنا مشکل ہو گیا ہے۔

جماعت احمدیہ کے نوجوانوں کو مبارک ہو۔ کہ وہ اپنے خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ کی بدولت اس سے بچے ہوئے ہیں۔ جس نے ان کو آج سے ۱۳ سال قبل اس مہلک مرض سے بچا لیا تھا۔ (ملک محمد نواز از پشاور)

# تحریک احمدیت وسیع بنیادوں پر قائم ہوئی ہے

## حیدرآباد (سندھ) میں شاندار لیکچر

۱۱ فروری ۱۹۳۷ء ۶½ بجے شام زیر صدارت جناب سیٹھ گاگن مل ایڈووکیٹ بینٹ ہال میں ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم نے "دنیا کے مہاپرش اور ان کا اپدیش" کے عنوان پر میجک لنٹرن سے ایک موثر اور نہایت دلچسپ لیکچر دیا۔ جس کی اطلاع پہلے سے پریذیڈنٹ تھیوسافیکل سوسائٹی کی طرف سے مقامی اخبار ڈیلی سندھ نیوز میں شائع کر دی گئی تھی۔

وقت مقررہ پر لوگ جوق در جوق آنے شروع ہوئے حتیٰ کہ ہال بھر گیا۔ حاضرین میں اعلےٰ تعلیمیافتہ طبقے کے اصحاب مثلاً وکلاء۔ ڈاکٹر۔ تاجر اور اساتذہ سبھی قسم کے لوگ شامل ہوئے۔

اسلم صاحب نے لیکچر میں رام چندر جی۔ کرشن جی مہاتما بدھ۔ گرو نانک صاحب کی تصاویر دکھاتے ہوئے ان کی کتب مقدسہ سے شلوک اور منتر پڑھ پڑھ کر بتایا۔ کہ یہ سب بزرگ توحید کا پرچار کرنے کے لئے آئے تھے۔ اور ہر ایک نے بتاکید یہ بھی بتایا ہے۔ کہ ہر زمانے میں دنیا کی اصلاح کے لئے کوئی نہ کوئی اوتار آتا رہے گا۔ آخر میں حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی پیش کر کے مکمل توحید کا نقشہ کھینچا گیا۔ اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دلآویز فوٹو دکھا کر حاضرین کو بتایا کہ اس زمانہ میں یہ بزرگ دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ احمدیت کا زوردار الفاظ میں تعارف کرا کے صداقت کے چند ایک دلائل بھی پیش کئے گئے۔ اور بتایا گیا کہ احمدیت کے اصولوں پر ہی دنیا میں حقیقی امن قائم ہو سکتا ہے۔

لیکچر کے اثر کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ معزز لوگوں نے بعد میں شاندار الفاظ سے جماعت احمدیہ کی مساعی کا ذکر کیا۔ اور لیکچرار صاحب کا بہت ہی اچھے الفاظ میں شکریہ ادا کیا۔ بلکہ کئی ایک لوگوں نے اسی قسم کے مزید لیکچر دینے پر اصرار کیا۔

صاحب صدر نے آخر پر شاندار الفاظ میں صدارتی ریمارک دیتے ہوئے فرمایا:۔ "ہم اسلم صاحب کا بہت بہت

# سرزمین سوئٹزرلینڈ میں پیغامِ حق!

## برف پوش پہاڑیوں اور زمہریری فضا میں احمدی مجاہدین کی سرگرمیاں

سوئٹزرلینڈ میں گذشتہ ماہ سے بلا کی سردی پڑ رہی ہے۔ مجاہدین ۳۰ جنوری کی رپورٹ میں لکھتے ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے گویا سردی برس رہی ہے۔ آج ٹمپریچر درجہ انجماد سے گیارہ درجے سنٹی گریڈ نیچے ہے۔ بعض وقت پندرہ سولہ درجے نیچے تک پارہ گر جاتا ہے۔ باوجود اس شدت کی سردی کے حرارت ایمان اور جوش تبلیغ سے پر مجاہدین فریضۂ تبلیغ کی ادائیگی میں مصروف ہیں۔ بعض وقت خود دوسروں کے پاس جا کر پیغام حق پہنچاتے ہیں۔ اور بعض وقت ان کے پاس بھی حق کے متلاشی پہنچ جاتے ہیں۔ ایک روز دو شخص زگ مقام سے یعنی بیس پچیس میل کے فاصلہ سے تشریف لائے۔ اور جو کتب انہیں مطالعہ کے لئے دی گئی تھیں واپس لائے۔ مجاہدین کی پونے تین گھنٹہ تک ان سے عیسائیت کی ناکامی۔ اسلام اور تلوار۔ مذہب اور سائنس وغیرہ مسائل پر بالتفصیل گفتگو ہوئی بعد میں انہیں کتاب "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" مطالعہ کے لئے دی گئی۔ احباب سے تمام مجاہدین کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خصوصاً چوہدری عبداللطیف صاحب کے لئے جو کئی دنوں تک بیمار رہے۔

جلال الدین شمس

---

شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے آج ہمیں بہت دلچسپ باتیں سنائی ہیں۔ خوبصورت اور دلکش تصاویر کے ساتھ ساتھ فاضل لیکچرار نے گیتا اور رامائن اور دیگر شاستروں سے جو شلوک اپنی سریلی آواز سے پڑھے وہ خاص طور پر دلوں پر اثر انداز ثابت ہوئے۔ جس سے یہ بات عیاں ہے کہ اسلم صاحب کا نہ صرف دوسرے مذاہب کے متعلق گہرا مطالعہ ہے بلکہ وہ ان خیالات کو نہایت پریم کے ساتھ ادا کرنا بھی جانتے ہیں۔ یہ صاحب جماعت احمدیہ قادیان سے تعلق رکھتے ہیں۔ جس کے بانی حضرت احمد قادیانی تھے۔ جن کے پیرو دنیا میں لاکھوں تک پہنچ چکے ہیں۔ اس جماعت کا دنیا میں پھیل کر عام قبولیت حاصل کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ تحریک ٹھوس بنیادوں پر قائم ہوئی ہے ہمارا ہال ان کے لئے ہر وقت کھلا ہے۔"

خاتمہ پر حاضرین نے زور دار تالیوں سے خوشی کا اظہار کیا۔ اخبار ڈیلی گزٹ اور ٹائمز کے نمائندوں نے لیکچر کے نوٹ لئے۔

ماسٹر رحمت اللہ سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ

---

### خدام سے استفسار

حضور نے گذشتہ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر فرمایا تھا اور گذشتہ خطبہ جمعہ میں بھی کہ خدام کو اسلامی شعار قائم کرنے کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔ اور نماز باجماعت کا سختی سے پابند ہونا چاہیئے۔ (۱) کیا آپ نے پنجگانہ نماز کا التزام کر لیا ہے؟ (۲) کیا آپ نے ڈاڑھی رکھ لی ہے جو کہ اسلامی شعار میں سے ایک شعار ہے۔

مہتمم تربیت و اصلاح خدام الاحمدیہ

---

# نئے ارض و سماء

## مدینِ احمدیت کی افریقہ میں تبلیغی جدوجہد

### ٹبورا احمدیہ مشن کی مختصر رپورٹ

**ٹبورا میں عید الاضحیہ**

اس دفعہ مقامی پراونشل حکام اور دیگر مسلم غیر مسلم کمیٹیوں کو احمدیہ مسجد الفضل ٹبورا کے باغ میں عید گارڈن پارٹی دی گئی۔ مہمانوں میں پراونشل کمشنر۔ ڈسٹرکٹ کمشنر۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ کیمپ کمانڈنٹ اور دیگر محکمہ جات کے حکام اعلیٰ اور ان کے نائبین شامل تھے۔ علاوہ ازیں۔ ہندو۔ مسلمان۔ سکھ۔ عیسائی افریقن اور عرب بھی موجود تھے۔ اس بات کا خاص طور پر اہتمام کیا گیا۔ کہ افریقن اور عربوں کو۔ انڈین اور یورپین کے ساتھ بغیر کسی امتیاز کے بٹھایا جائے۔ چنانچہ ہر ایک نے اس بات کو محسوس کیا۔ کہ اس مجلس میں ہر ایک کو مساوات سے جگہ دی گئی ہے۔

ریفرشمنٹ کا انتظام خاص طور پر اٹالین سے کروایا گیا تھا جسے سب احباب نے پسند فرمایا کھانے سے فارغ ہو کر خاکسار نے سواحیلی زبان میں عید کی فلاسفی اور عید الاضحیہ کی حقیقت پر تقریر کی جس کے دوران میں یہ بیان کیا۔ کہ اسلام امتیاز رنگ و بو کا قائل نہیں۔ وہ سب کو ایک خدا کی مخلوق قرار دیکر رشتۂ اخوت میں منسلک کرتا ہے۔

معزز مہمانوں کو پہلے ہی اس امر سے آگاہ کر دیا گیا تھا کہ میں اسلامی تعلیم کے پیش نظر ان کی مستورات سے مصافحہ نہ کروں گا چنانچہ یہ امر خود اس بات کا باعث ہو گیا کہ یورپین خواتین اسلامی تعلیم جو عورتوں کے متعلق ہے۔ دریافت کرتی رہیں۔

مختلف مہمانوں نے مسجد کو بھی دیکھا۔ عمارت کی سادگی اور دلکشی ان کے لئے وجہ حیرت تھی چنانچہ اکثر اسلامی عبادت کے طریق دریافت کرتے رہے۔ شام کو یہ تقریب نہایت عمدگی سے ختم ہوئی۔ برادرم مولوی نور الحق صاحب انور اور برادرم محمد اصغر صاحب پریزیڈنٹ جماعت ٹبورا اور بعض دیگر افریقن اور انڈین نے انتظام میں خاص طور پر مدد کی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

**ماہ اکتوبر میں روزے**

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت مشرقی افریقہ کی جماعتوں نے بالخصوص افریقن نے سوفی صدی اکتوبر کے روزے رکھے۔ اور وہ حضور کے اس فرمان سے بہت خوش تھے۔ کیونکہ اس کے ذریعے انہیں نفلی عبادتوں کی توفیق ملی۔

**جنوبی افریقہ کے معزز مسلمانوں سے ملاقات**

گذشتہ دنوں جنوبی افریقہ کے چند مسلمان تاجر ہوائی جہاز کے ذریعہ حج بیت اللہ کو جا رہے تھے۔ خدا تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ وہ انہیں اپنے پیارے مسیح کی آمد سے آگاہ کرے۔ چنانچہ ان کا جہاز ٹبورا میں خراب ہو گیا۔ اور انہیں مجبوراً ایک رات کے لئے وہاں ٹھہرنا پڑا۔ اتفاقاً ان سے میری ملاقات ہو گئی۔ میں انہیں مسجد الفضل میں لے آیا۔ اور سلسلہ کی تعلیم اور اس کے اغراض و مقاصد سے انہیں مطلع کیا۔ چنانچہ انہوں نے اس بات کی خواہش کی۔ کہ کبھی جنوبی افریقہ کا چکر لگاؤ۔ اس پر میں نے بتایا۔ کہ محترم ڈاکٹر سلیمان صاحب وہاں مشن کھول رہے ہیں۔ مقامی اخبارات میں رائٹر کی خبر ایک دن پہلے ہی چھپ چکی تھی۔ جسے انہوں نے بھی پڑھا تھا۔ بالآخر انہیں اس امر کی تلقین کی۔ کہ بیت اللہ شریف میں حضرت مسیح موعود کے دعویٰ کی صداقت کے متعلق اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ضرور ان پر حق کھول دے گا۔

**سیرت پیشوایان مذاہب کا جلسہ**

جلسہ زیر عنوان کا انعقاد ۳ دسمبر کو ہوا۔ جلسہ کا پروگرام بصورت پمفلٹ شائع کیا گیا۔ جس پر علاقہ کے اٹھائیس معززین کے دستخط تھے۔ محترم چوہدری ایاز احمد صاحب کی مخلصانہ کوششوں سے کئی ایک معزز لیکچرار تشریف لائے۔ چنانچہ ڈاکٹر ڈی انس۔ سردار شمشیر سنگھ بیرسٹر۔ پاس

مسٹر شاہ اور مسٹر کھمبا لیلنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت گورو نانک۔ سری کرشن دوام چندرجی مہاراج اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت پر دلکش تقاریر کیں اس دفعہ جلسہ کی حاضری غیر معمولی طور پر زیادہ تھی۔ یہ امر قابل ذکر ہے۔ کہ بعض معززین نے حضرت مصلح الموعود کی اس سکیم کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا اور بہت سراہا۔

**احمدیہ دار التبلیغ ٹبورا!**

الحمدللہ کہ تعمیر کا کام جو مدت سے جاری تھا۔ اب تکمیل کو پہنچ رہا ہے۔ سارے ٹبورا میں ایسی عمدہ عمارت کوئی نہیں ہے۔ اٹالین معماروں نے اس پر کام کیا ہے۔ اگر کسی وقت مبلغین یہ عمارت استعمال نہ کریں۔ تو کرایہ کی صورت میں اس کی معقول آمد ہو سکتی ہے۔ اندازہ ہے۔ کہ اس عمارت کے دو سو ۲۰۰ شلنگ ماہوار کرایہ مل سکتے ہیں۔

172

# سخت امراض کی فہرست

## کیا آپ خدانخواستہ ان میں سے کسی مرض میں مبتلا ہیں

آنکھوں کی بیماریاں - بچوں کی بیماریاں - ذیابطیس - جریان
امراض جگر و معدہ - اسقاط حمل - سل و دق - نزلہ
کمزوری اعضاء جسم - کمزوری دماغ - ضعف قلب - ضعف باہ
سیلان الرحم - اٹھرا - پیچش - جنون
امراض خون - پائیوریا - تلی - دمہ

اگر ایسا ہے

تو اپنے مرض کے مفصل حالات دواخانہ نورالدین قادیان کو لکھ کر دوا منگوائیے

## رات کو خوب چکر لگاتا پھرتا ہے

"ایک آدمی جو رات کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔ اسے آپ کا سرمہ جواہر والا استعمال کرایا تھا۔ سبحان اللہ سرمہ ہے کہ کرامت ہے اب وہ رات کو خوب چکر لگاتا پھرتا ہے۔ پہلے وہ رات کے وقت اندھا تھا۔ اب اس کی نظر بہت تیز ہو گئی ہے خاکسار امام الدین احمدی۔"

سرمہ جواہر والا پانچ روپے شیشی ٹھنڈا سرمہ دو روپے شیشی

**طبیہ عجائب گھر رجسٹرڈ قادیان**

منیجر سے خط و کتابت میں نمبر خریداری ضرور لکھا جائے ورنہ تعمیل نہ ہو سکیگی۔ منیجر

## قطعات قابل فروخت کے متعلق ضروری اعلان

میری طرف سے بعض قطعات کی فروختگی کا جو اعلان کیا گیا ہے۔ وہ اس تجارتی نقطہ نگاہ سے نہیں۔ کہ زمین ایک طرف سے خرید کر دوسری طرف فروخت کر دی جائے۔ بلکہ بعض ضروریات کی وجہ سے اپنی قیمتی جائداد کے متعلق اعلان کیا گیا ہے۔ احباب مطلع رہیں۔

مرزا شریف احمد

# خوشخبری

ہم نے اپنے دیرینہ کرمفرماؤں کی پیہم خواہشوں پر بجلی کے پنکھوں کی اوور ہالنگ خاص دھات کے دیر پا پالش ڈالنے و دیگر ہر قسم کی مرمت کا اہتمام کیا ہے امید ہے احباب اپنی ضروریات کے لئے ہمیں خدمت کا موقعہ دیں گے۔ انشاءاللہ احباب حسب سابق خدمات کو تسلی بخش پائینگے

المشتہر:- عبداللطیف الیکٹریکل سپروائزر رسیافتہ پاؤنیر اینڈ سنز
(متصل مسجد مبارک قادیان)

**روپ سنوار کریم**
چھائیوں۔ کیلوں۔ مہاسے اور بدنما داغوں کا کامیاب علاج
قیمت عمر فی شیشی

**رشک چمن سینٹ**
دلکش مفرح خوشبو ہر قسم کے عطر حاصل کریں۔
قیمت فی تولہ اول درجہ ۱۰/ روپے دوئم درجہ ۵/ روپے

**حمیدیہ فارمیسی قادیان**

**پیرس کولڈ کریم**
جلد ملائم اور خوبصورت رکھنے کیلئے بہترین چیز ہے۔ قیمت ۱۲/ اور ڈیلر کمیشن کیلئے بذریعہ خط و کتابت فیصلہ کریں۔

## شفاء الملک جناب حکیم محمد حسن صاحب قرشی پرنسپل طبیہ کالج لاہور کی تصدیق

"آج کل مصنوعی اور ادنیٰ درجہ کی دواؤں کی گرم بازاری ہے۔ اس لئے جو دواخانے عمدہ اور اصلی دواؤں کی بہم رسانی کی سعی کرتے ہیں جمہور کو ان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے۔ مجھے امید ہے کہ عوام کے علاوہ اطباء کرام بھی طبیہ عجائب گھر قادیان کی خدمات سے فائدہ اٹھائینگے۔

مجھے یہ معلوم کر کے مسرت ہوئی ہے کہ طبیہ عجائب گھر قادیان کی فراہم کی ہوئی دوائیں عمدہ اور معیاری ہیں۔"

محمد حسن قرشی

باجازت نظارت امور عامہ

# جائداد کی خرید و فروخت کے متعلق مجھ سے خط و کتابت کریں

قریشی محمد مطیع اللہ قریشی منیجر
دارالعلوم قادیان

# ذیابطیس کی نہایت مجرب اور زود اثر دوا طبیہ عجائب گھر قادیان سے طلب فرمائیں

قیمت ایک ماہ کا کورس عہ سات روپے

# حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے مصلح موعود ہونے پر

## غیر مبائعین کی تازہ ترین شہادت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب ایک خاص عظیم الشان فرزند یعنی مصلح موعود کی خبر دی گئی تھی اس کے متعلق خدا کی پاک وحی میں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ:۔

"وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا۔ اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

اس پاک وحی میں جو روحانی صفات مذکور ہیں ان کا فہم اور ادراک تو اہل ایمان ہی کر سکتے ہیں۔ لیکن مذکورہ بالا صفات میں سے ظاہر سے تعلق رکھنے والی صفات بھی اتنی نمایاں اور واضح ہیں کہ دشمن بھی ان کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ بالکل تازہ واقعہ ہے۔ کہ سالانہ جلسہ ۱۹۴۲ء پر غیر مبائعین کے "ایک بزرگ" قادیان تشریف لائے۔ انہوں نے اپنے تاثرات جناب مولوی محمد علی صاحب کو لکھ کر بھیجے۔ مولوی صاحب موصوف نے ان تاثرات کا ایک حصہ "پیغام صلح" میں زیر عنوان "جماعت محمود کے ایک بزرگ کے تاثرات" شائع کروایا ہے۔ غیر مبائع "بزرگ" لکھتے ہیں:۔

"ہجوم بہت بڑا تھا۔ جلسہ بہت بارونق تھا۔ تقریریں اچھی طرح تیار کی ہوئی تھیں۔ خلیفہ صاحب کی تقریر بہت اعلیٰ تھی۔ تمام دنیا کو تسخیر کرنے کا پروگرام بیان ہو رہا تھا۔ لاتعداد مبلغین کی پرورش تھی۔ زیادہ وقت میں تجارت اور صنعت کے کمالات بیان ہوتے رہے سابقہ مسیح کی اکثریت جس طرح صنعتوں میں لگ گئی۔ اسی طرح اس مسیح کے ماننے والوں کی اکثریت بھی ان صنعتوں میں ہو گئی ہے الذین ضل سعیہم فی الحیاۃ الدنیا وھم یحسبون انہم یحسنون صنعا۔ خلیفہ صاحب بے نشان پرلے درجہ کے ذہین اور پبلک کی نفسیات کے ماہر کامل ہیں۔ مجمع پر چھا رہے تھے اور مجمع مسحور ہو رہا تھا۔"

(پیغام صلح ۲۱ جنوری ۱۹۴۳ء)

سیدنا حضرت امیر المومنین المصلح الموعود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور آپ کی جماعت کے متعلق یہ ایک دشمن کی شہادت ہے اور شاید اس سے واضح شہادت دشمن سے ملنی محال ہے۔ قادیان کی ترقی۔ جماعت کی کثرت، لاتعداد مبلغین کی پرورش مقررین کی بہترین تقاریر، حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی انتہائی ذہانت، قلوب مومنین پر غیر معمولی تاثیر۔ اور اسلام و احمدیت کے لئے ساری دنیا کو مسخر کرنے کے پروگرام کے ساتھ اگر غیر مبائع بزرگ "تجارت و صنعت کے کمالات کے بیان" پر متعجب ہوا ہے تو یہ محض نارض نگاہ کا قصور ہے ورنہ الہام الہٰی میں صاف مذکور ہے کہ مصلح موعود علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ پس تجارت و صنعت کے کمالات کے بیان کا اقرار خود پیشگوئی مصلح موعود کے ظہور کا اعتراف ہے والفضل ما شہدت بہ الاعداء

ہاں غیر مبائع "بزرگ" نے اپنے ناراض دل کا غبار یہ کہہ کر نکالا ہے کہ جس طرح حضرت مسیح ناصری کے اتباع کی اکثریت صنعتوں میں لگ گئی تھی "اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اتباع کی اکثریت بھی صنعتوں میں لگ گئی ہے۔ اس رکیک طنز کا پہلا جواب تو یہ ہے۔ کہ لاتعداد مبلغین کی پرورش کے ساتھ صنعت و حرفت میں مشغول ہونا کہاں قابل اعتراض ہے۔ تجارت کو اسلام نے کب حرام قرار دیا ہے؟ کیا یہ درست نہیں۔ کہ اسلام اپنے دور اول میں تجارت کے ذریعہ ہی زیادہ تر اشاعت پذیر ہوا تھا؟ اگر قرآن پاک اور احادیث کے تمام معارف نظروں سے اوجھل تھے۔ تو کم از کم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وہ الفاظ تو دیکھے۔ جو حضور علیہ السلام نے اموال وصایا کے متعلق فرماتے تھے کہ:۔

"جائز ہوگا کہ انجمن باتفاق رائے اس روپیہ کو تجارت کے ذریعہ سے ترقی دے۔" (الوصیت صفحہ ۲۴)

پس تجارت و صنعت کے کمالات بیان کرنا دین کا ضروری جزء ہے نہ کہ قابل اعتراض امر۔

**دوسرا جواب** یہ ہے۔ کہ آپ اس اعتراض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اعتراض کر رہے ہیں۔ حضرت مسیح ناصری کے اتباع غلبہ اور کامیابی کے بعد تین صدیوں کے بعد دنیا میں مستغرق ہوئے تھے اور تب وہ ضل سعیہم فی الحیاۃ الدنیا کے مصداق بنے تھے۔ مگر نعوذ باللہ حضرت مسیح محمدی علیہ السلام کے پیرو آدھی صدی کے اندر اندر ضل سعیہم فی الحیوۃ الدنیا کے مصداق بن گئے ہیں۔ تو آپ کو ماننا پڑے گا۔ کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود سچے نہ تھے۔ اور آپکی روحانی تاثیر محض صفر تھی۔ پس یا تو غیر مبائع "بزرگ" جماعت قادیان پر اعتراض کو واپس لے لیں۔ یا پھر ارتداد اختیار کر کے غیر احمدی بن جائیں

**تیسرا جواب** یہ ہے۔ کہ اگر یہ درست ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیرؤں کی اکثریت گمراہ ہو چکی ہے (معاذ اللہ) تو بتایا جائے۔ کہ مصلح موعود کے ظہور کا اس سے بہتر وقت کون ہوگا؟ پھر مولوی محمد علی صاحب کا مصلح موعود کے ظہور کو تین سو سال بعد کے زمانہ میں قرار دینا سراسر باطل ہے۔ اور اگر یہ غلط ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیرؤں کی اکثریت گمراہ ہو چکی ہے۔ اور یقیناً غلط ہے۔ تو پھر بھی غیر مبائع بزرگ کو ماننا پڑے گا۔ کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ ہی مصلح موعود ہیں۔ کیونکہ تمام جماعت احمدیہ (بالستثناء غیر مبائعین) حضور ایدہ اللہ بنصرہ کو خلیفہ برحق اور المصلح الموعود تسلیم کر لیا ہے۔ پس یہ خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت ہے۔ ومن اصدق من اللہ قیلا۔

## مکرم مولوی عبدالخالق صاحب مجاہد افریقہ کی علالت

سالٹ پانڈ ۱۸ فروری:۔ مکرم مولوی نذیر احمد علی صاحب بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔ کہ مکرم مولوی عبدالخالق صاحب انچارج گولڈ کوسٹ مشن سخت بیمار ہیں۔ درجہ حرارت ۱۰۵ ہے۔ احباب دردِ دل سے دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس مجاہد بھائی کو جلد از جلد کامل صحت عطا فرمائے:۔ آمین

## برائے توجہ دیہاتی مبلغین

جن اصحاب نے اپنا نام دیہاتی مبلغین کلاس کے لئے پیش کیا تھا۔ ان سب کے نام چٹھیاں لکھی گئی تھیں۔ کہ وہ ۵ مارچ ۴۳ء تک قادیان انٹرویو کے لئے پہنچ جائیں۔ لیکن ان میں سے بعض ابھی تک نہیں پہنچے۔ لہٰذا بذریعہ اعلان ہذا اطلاع کیا جاتا ہے کہ اب یکم مارچ تک انٹرویو کے لئے قادیان پہنچ جائیں۔ ورنہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور ایسے احباب کے نام پیش کر دیئے جائیں گے